Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 1 (January-March 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
March 29, 2025

Analytical Study of Nargis Noor's Poetry

نرگس نور کی شاعری کا تجزیاتی مطالعہ

Saba Shehzadi
M.Phil Scholar NCBA& E Multan
Email: sakram7788@gmail.com

Dr. Mansor Qureshi
Assistant Professor, Department of Urdu, NCBA& E Multan
Email: drqureshi57@gmail.com

Abstract

Nrigs Noor emerges as a unique and dignified feminine voice in modern Urdu poetry. The distinction of her poetry is that instead of emotional superficiality or mere protesting rhetoric, she makes conscious depth, intellectual balance and inner truth her style. For Nargis Noor, poetry is not just an expression of feelings but an intellectual process in which caste, society and era are seen to be in dialogue with each other her poetry, feminine consciousness is expressed with a mature and self-aware attitude. Nargis Noor's poetry is a serious, balanced and intellectual experience in modern Urdu literature. Her poetry is not only the voice of a woman's inner self but also a credible expression of the mental and spiritual struggle of modern man. This attribute gives her an important and credible place among contemporary poets.

Key Words: Poetry, Feminist Consciousness, Autobiography, Social Oppression, Gender Discrimination

ملخص

نرگس نور جدید اردو شاعری میں ایک منفرد اور باوقار نسائی آواز کے طور پر سامنے آتی ہیں۔ان کی شاعری کا امتیاز یہ ہے کہ وہ جذباتی سطحیت یا محض احتجاجی لب و لہجے کے بجائے شعوری گہرائی، فکری توازن اور داخلی صداقت کو اپنا اسلوب بناتی ہیں۔ نرگس نور کے ہاں شاعری محض احساسات کی ترجمانی نہیں بلکہ ایک فکری عمل ہے جس میں ذات، سماج اور عہد باہم مکالمہ کرتے نظر آتے ہیں۔ان کی شاعری میں نسائی شعور ایک پختہ اور خود آگاہ رویّے کے ساتھ جلوہ گر ہوتا ہے۔ عورت ان کے اشعار میں نہ تو مظلوم استعارہ بن کر ابھرتی ہے اور نہ ہی جذباتی نعروں کا مرکز؛ بلکہ وہ ایک باشعور وجود ہے جو اپنی شناخت، اختیار اور وقار کا ادراک رکھتی ہے۔ نرگس نور کی شاعری جدید اردو ادب میں ایک سنجیدہ، متوازن اور فکری تجربہ ہے۔ان کی شاعری نہ صرف عورت کے باطن کی آواز ہے بلکہ عہدِ حاضر کے انسان کی ذہنی اور روحانی کشمکش کا معتبر اظہار بھی ہے۔ یہی وصف انہیں معاصر شاعرات میں ایک اہم اور معتبر مقام عطا کرتا ہے۔

کلیدی الفاظ: شاعری۔ نسائی شعور۔ خود کلامی سماجی جبر۔ صنفی امتیاز

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 1 (January-March 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
March 29, 2025

لاہور کی ادبی روایت صدیوں پر محیط ایک روشن تاریخ رکھتی ہے۔ جس میں علم، فن اور ثقافت کا گہرا تعلق نظر آتا ہے۔ اس روایت میں خواتین کا کردار ابتداء میں محدود ضرور تھا مگر وقت کے ساتھ ان کی شمولیت نمایاں ہوتی گئی۔ تعلیم کے فروغ اور سماجی شعور کے بڑھنے سے خواتین نے ادب کے مختلف شعبوں خصوصاً شاعری ،افسانہ اور تنقید میں اپنی صلاحیتوں کا اظہار کیا۔ لاہور کی خواتین ادیباؤں نے معاشرتی ناہمواری، عورت کی شناخت اور نسوانی جذبات کو اپنی تحریروں کا موضوع بنایا۔ انہوں نے ادب کو حرف تفریح کا ذریعہ نہیں سمجھا۔ بلکہ سماجی تبدیلی کا ہتھیار بنایا۔ آج لاہور کی ادبی فضا خواتین کے بغیر نامکمل سمجھی جاتی ہے اور ان کی تحریریں اس شہر کی ثقافتی پہچان کا اہم حصہ ہیں۔

لاہور میں خواتین کی شعری روایت کا آغاز برصغیر میں تعلیم و شعور کے فروغ کے ساتھ ہوا۔ ابتدا میں خواتین کا ادب اور شاعری میں حصہ محدود تھا۔ کیونکہ سماجی پابندیاں اور مواقع کی کمی ان کے راستے میں رکاوٹ بنتی ہے۔ تاہم بیسویں صدی کے آغاز میں جب لاہور علمی و ادبی سرگرمیوں کا مرکز بنا تو خواتین نے مشاعروں، رسائل اور ادبی انجمنوں کے ذریعے اپنی آواز بلند کی۔ خواتین شاعرات نے اپنے اشعار میں نسوانی جذبات، معاشرتی ناانصافیوں اور زندگی کے حقیقی تجربات کو بیان کیا۔ اس دور میں لاہور کی ادبی فضا نے انہیں اظہار خیال کا پلیٹ فارم دیا۔ رفتہ رفتہ یہ روایت مضبوط ہوتی گئی اور آج لاہور کی خواتین شاعرات نہ صرف ملکی بلکہ عالمی سطح پر اُردو شاعری میں اپنی شناخت قائم کر چکی ہیں۔

لاہور کی ادبی فضا ہمیشہ سے خواتین تخلیق کاروں کے لیے زرخیز رہی ہے۔ یہاں ادبی انجمنیں مشاعرے اور تنقیدی نشستیں مسلسل سرگرم رہتی ہیں۔ نرگس نور بھی اسی ادبی ماحول کی پیداوار ہیں۔ اُن کے اب تک مندرجہ ذیل شعری مجموعے شائع ہو چکے ہیں جن میں "زہر آشام"، "گھسن گھیری"، "کرلاٹ"، "کشف" نمایاں ہیں۔ جہاں پروین شاکر، فہمیدہ ریاض، کشور ناہید اور زاہدہ حنا جیسی شاعرات کی آوازیں پہلے ہی نسائی شعور کو مضبوط بنا چکی تھیں۔ نرگس نور نے اسی تسلسل میں اپنے فکری اور فنی شعور کو پروان چڑھایا۔ انکی معاصر شاعرات میں سے ریحانہ عثمانی نرگس نور کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کرتی ہیں:

"نرگس نور موجودہ دور میں ایک خوبصورت اور متنوع خیالات کی حامل خوبصورت شاعرہ ہیں۔ ان کا کلام چھوٹی بحر میں ہونے کی وجہ سے بہت جلد یاد ہو جاتا ہے اور دل پر اثر کرتا ہے۔ اپنے اور زمانے کے حالات انہوں نے شاعری کے قالب میں ڈھالے ہیں"۔(1)

ان کی شاعری کا آغاز ایسے دور میں ہوا جب اُردو غزل میں موضوعاتی وسعت پیدا ہو رہی تھی۔ عورت کی ذات، محبت، احساس، محرومی، روحانیت اور داخلی تنہائی جیسے موضوعات نئے زاویوں سے بیان کیے جا رہے تھے۔ نرگس نور نے اسی فضا میں اپنی تخلیقی شناخت قائم کی اور عورت کے تجربات کو ایک فکری اور جمالیاتی پیرائیہ عطا کیا۔

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 1 (January-March 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
March 29, 2025

نرگس نور کا شاعرانہ سفر اُردو غزل کی روایت میں ایک نئے ذوق، نئی سوچ اور نئے احساس کے ساتھ ابھرا۔ ان کی شاعری کے آغاز کا وقت 1990ء کی دہائی کے اواخر ہے۔ ان کی شاعری میں ابتدائی دور کے تجربات، احساسات، ذات اور تخلیقی کھوج کا عمل نمایاں ہے۔ انکی ابتدائی تخلیقات میں داخلی تجربات اور وجودی احساسات کا بیان غالب نظر آتا ہے۔ ان کی غزلوں سے اُن کی فکری سمت کا اندازہ ہوتا ہے:

گہری شام چھوڑ گیا ہے
آنکھ میں پانی چھوڑ گیا ہے
جانے والا پاگل ہی تھا
روپ کی رانی چھوڑ گیا ہے
اب تم کتنا بھی رولو دل
نقل مکانی چھوڑ گیا(2)

نرگس نور کی شاعری متنوع موضوعات کی حامل ہے اسلوب اور اظہار خیال کے لحاظ سے بھی منفرد ہے۔ وہ معاشرتی اور روحانی دونوں حوالوں سے انسان کے اندر جھانکنے کا ہنر رکھتی ہیں۔

"ادبی دنیا میں بہت سی شاعرات اپنا مقام رکھتی ہیں لیکن نرگس نور بھی ادبی دنیا میں اپنا نام اور مقام بنانے میں جانی پہچانی جاتی ہیں۔ نرگس نور اپنے فنی اعتبار سے اپنے فکری پہلو، ارتقائی حوالے، اسلوب، استعارے سے اپنے گاؤں سے جڑی ہوئی نظر آتی ہیں۔ وہ اپنے پنجاب اور دھرتی سے منسلک نظر آتی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ وہ باپ، بھائی، ماں اور پنجاب کے رسموں رواج سے جڑی ہوئی شاعری کرتی ہیں"۔(3)

نرگس نور کی شاعری میں عورت کا شعور، خود آگاہی اور معاشرتی مسائل کا عکس واضح ہے۔ نرگس نور نے اُردو غزل میں عورت کو مظلومیت سے آزاد کر کے ایک باشعور وجود کے طور پر پیش کیا ہے۔ یہ ان کی ادبی انفرادیت کی بنیاد ہے۔ ان کے شعری مجموعے کشف، زہر آشام اور کرلاٹ اُردو ادب میں جدید غزل کے رجحانات کی نمائندگی کرتے ہیں۔ اُن کی فکری گہراہی، نسائی شعور اور جمالیاتی لطافت کی بنیاد پر قائم ہے۔ ان کی شاعری جدید اُردو غزل میں روایتی اور عصری رجحانات کے امتزاج کی نمائندگی کرتی ہے۔

نرگس نور کی شاعری میں عورت باشعور، حساس اور خود آگاہ وجود کے طور پر سامنے آتی ہے۔ وہ عورت کو محض عشق یا جذبات کی نمائندہ نہیں سمجھتیں بلکہ اسے ایک مکمل انسان کے طور پر پیش کرتی ہیں جس کے احساسات، دکھ، خواب اور تمنائیں اپنی داخلی جہت رکھتے ہیں۔ ان کے اشعار میں عورت کی خودی اور احساس ذات نہایت لطافت کے ساتھ ابھرتا ہے:

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 1 (January-March 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
March 29, 2025

دیکھ رشتہ نبھانے دیا ہم نے
اب تو خود کو مٹا دیا ہم نے
وقت افتاد کو سہا ایسے
سب کو جینا سکھا دیا ہم نے(4)

ان کی شاعری میں نسائی وجود کا تصور وجودی فلسفے سے ہم آہنگ نظر آتا ہے۔ نرگس نور عورت کی آزادی کو محض معاشرتی سطح پر نہیں دیکھتی بلکہ اسے باطن کی آزادی کے طور پر بیان کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔

نرگس نور کی غزل کا ایک نمایاں پہلو انسانی رشتوں اور جذباتی ربط کی گہرائی ہے۔ ان کے ہاں محبت محض رومانی جذبہ نہیں بلکہ ایک روحانی تجربہ ہے جو انسان کو اندر جھانکنے پر مجبور کرتا ہے۔ وہ محبت میں قربت سے زیادہ جدائی کی کیفیات کو اہمیت دیتی ہیں۔ کیونکہ جدائی میں احساس کی گہرائی اور تخلیقی آگہی پیدا ہوتی ہے۔

ذرا سی خطا پر نگاہیں بدل کر
وہ جانے لگے ہیں میرے دل سنبھل کر
محبت کی تم چوٹ کھانے لگے ہو
محبت محبت جتانے لگے ہو(5)

انسانی رشتوں کی نزاکت، والدین، دوستوں اور سماجی تعلقات میں احساس محرومی اور قربت سب ان کی شاعری میں جھلکتے ہیں۔ ان کے ہاں محبت کی تعبیر آفاقی ہے، وہ عشق کو روح اور جسم دونوں کی تعبیر کا ذریعہ سمجھتی ہیں۔

نرگس نور کی شاعری میں نسائی شعور صرف جذباتی رد عمل نہیں بلکہ فکری نظم کی صورت میں منقش ہے۔ وہ عورت کی آزادی کو خود آگاہی کے مترادف سمجھتی ہیں۔ ان کی شاعری پہ تصور نمایاں ہے کہ عورت کو معاشرہ نہیں بلکہ اپنی خودی آزاد کرتی ہے۔

ابن آدم کو بھی یہ درس پڑھایا جائے
میرا معیار سلیقے سے گرایا جائے
در کی سولی پر مجھ کو ہی چڑھایا جائے
جرم میرا ہے تو مجھ کو بھی بتایا جائے
میرے کردار کی سندیں لیے پھرتا ہے جو
اس آدم کو بھی آئینہ دکھایا جائے(6)

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 1 (January-March 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
March 29, 2025

نرگس نور کے فکری پس منظر میں روحانی اور وجودی رنگ بھی نمایاں ہیں۔ان کی شاعری میں صوفیانہ تجربہ اور جدید وجودی فکر کا امتزاج ملتا ہے۔انسان اور خالق کا تعلق،روح کی تنہائی اور زندگی کے مقصد پر سوال ان کے ہاں بار بار ابھرتے ہیں۔

میں وہ نرگس نہیں جو اپنی بے نوری پہ روتی ہے
میں چشم دل سے کرتی ہوں چمن میں دیدہ ور پیدا(7)

یہ نظریہ انہیں اقبال کے فکری تسلسل سے جوڑتا ہے،لیکن ان کی تعبیر عورت کے باطنی تجربے پر مذکور ہے۔نرگس نور کے ہاں اگرچہ اجتماعی رویہ نرم اور شائستہ ہے مگر اس کے اندر گہری سماجی بیداری پائی جاتی ہے وہ عورت،طبقاتی ناہمواری،منافقت اور معاشرتی تضادات کو علامتی پیرائے میں پیش کرتی ہیں۔

سن کیسے دل بہلانے میں
آہم تم کو سمجھاتے ہیں
سن یہ دنیا والے ہیں
کب رستہ دکھلاتے ہیں
ہاتھوں میں تو جگنو بھی
دم گھٹ کر مر جاتے ہیں(8)

نرگس نور کی شاعری میں ظلم یا ناانصافی کے خلاف براہ راست نعرہ نہیں مگر خاموش احتجاج کی ایک گونج ضرور ہے وہ معاشرتی جبر کے خلاف زبان کھولنے کی بجائے احساسِ بیداری پیدا کرتی ہیں جو زیادہ پائیدار اثر رکھتا ہے۔نرگس نور کے فکری پس منظر کا ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ وہ زندگی کو محبت اور درد کی وحدت کے طور پر دیکھتی ہیں۔ان کے نزدیک دکھ اور خوشی دونوں انسانی تجربے کے لازمی اجزاء ہیں اور شاعر کا کام انہیں معنی خیز بنانا ہے۔

"اُردو غزل کی تاریخ میں عورت کا تصور ہمیشہ سے متغیر اور کثیر الجہتی رہا ہے۔ابتدا میں عورت محض محبوبہ کے طور پر جلوہ گر تھی،مگر رفتہ رفتہ وہ خود اظہار ذات اور شعور نفس کی علامت بن گئی جدید عہد میں جب نسائی شعور نے ادبی اظہار میں ایک فکری تحریک کی صورت اختیار کی خواتین شاعرات نے اپنے احساس وجود کو غزل کی لطیف فضا میں نئے رنگوں سے اجاگر کیا"۔(9)

نسائی معاصر آوازوں میں سے نرگس نور جنہوں نے اپنی شاعری میں عورت کی شناخت،خودی،جذباتی پیچیدگی اور فکری بیداری کو نہایت لطیف مگر پر اثر انداز میں بیان کیا ہے۔نرگس نور کی غزل عورت کے باطن سے جنم لینے والا وہ آئینہ ہے جس میں عوت صرف ایک کردار نہیں بلکہ ایک مکمل وجود کے طور پر ابھرتی ہے۔وہ اپنے عہد،سماج اور ذات کے درمیان مکالمہ کرتی نظر آتی ہے۔نرگس نور کی شاعری نسائی شعور کے بیدار ہونے کی علامت ہے۔ان کی غزلوں میں عورت کسی محکوم یا

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 1 (January-March 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
March 29, 2025

ثانوی کردار کے طور پر نہیں بلکہ ایک خود مختار باخبر اور باشعور شخصیت کے طور پر جلوہ گر ہے وہ عورت کے اندر موجود تخلیقی توانائی اور فکری خودی کو نمایاں کرتی ہیں۔ اُن کے نزدیک عورت کی خودی کا مفہوم محض انا یا خود پسندی نہیں بلکہ اپنی انسانی حیثیت کا ادراک اور اپنے وجود کی توقیر ہے۔

اس نے چاہی تھی خوبرو لڑکی
میں تھی مٹی کے ہو بہو لڑکی (10)

شاعرہ نے عورت کو محض رومان یا مظلومت کی علامت کے طور پر نہیں بلکہ فکری قوت کے استعارے کے طور پر پیش کیا ہے۔ نرگس نور کی شاعری کا ایک نمایاں پہلو یہ ہے کہ وہ روایت اور بغاوت کے درمیان ایک متوازن زاویہ اختیار کرتی ہیں۔ وہ روایت کو رد نہیں کرتیں بلکہ اس میں نئے معانی پیدا کرتی ہیں۔ ان کے نزدیک بغاوت محض مخالفت نہیں بلکہ خودی کی بازیافت کا ایک عمل ہے۔ ان کے ہاں عورت نہ صرف سماج کی بندشوں پر سوال اٹھاتی ہے بلکہ اپنی خاموشی سے بھی احتجاج کرتی ہے۔

غیر بھی صاحب کردار سمجھتے ہیں مجھے
ہم وطن اس لیے غدار سمجھتے ہیں مجھے
بولتی ہوں تو سبھی لوگ بغاوت کریں ہیں
میں رہوں چپ تو گنہگار سمجھتے ہیں مجھے
ایسی چنری ہوں جیسے رنگ حیاء تیرے سب
لوگ ہم رتبہ دستار سمجھتے ہیں مجھے (11)

نرگس نور کی شاعری میں احتجاج کی آواز نرم لہجے میں مگر گہری معنویت کے ساتھ ابھرتی ہے۔ وہ بغاوت کو نفی نہیں بلکہ خودی کی توثیق سمجھتی ہیں۔ نرگس نور کی غزل عورت کے باطن کی تہوں تک رسائی رکھتی ہے۔ وہ عورت کے دکھ، احساس، جدائی، خوابوں، تمناؤں اور مایوسیوں کو فکری گہرائی کے ساتھ بیان کرتی ہیں۔ ان کے ہاں عورت کے داخلی کرب میں بھی جمالیاتی توازن اور روحانی شعور جھلکتا ہے۔

ادب لازم وفا لازم
ہمیں پر سب ہوا لازم
خدا نے کب کیا لازم
جو تم نے کر دیا لازم (12)

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 1 (January-March 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
March 29, 2025

نرگس نور نے عورت کی داخلی کیفیات کو محض تجربہ نہیں بلکہ عالمی نسوانی تجربے کے طور پر پیش کیا ہے۔ نرگس نور کی شاعری میں عورت کی شناخت کی تلاش ایک بنیادی موضوع ہے۔ وہ اس حقیقت کو تسلیم کرتی ہیں کہ عورت کو اپنی پہچان قائم کرنے میں معاشرتی رکاوٹوں کا سامنا ہے۔ ان کی غزلوں میں جگہ جگہ یہ احساس جھلکتا ہے کہ عورت کو اپنی آواز بلند کرنے کے لیے روایتی بندھنوں سے گزرنا پڑتا ہے۔

اپنے دیار میں ہی گھر ڈھونڈتی رہی
میں دھوپ میں بھی چھاؤں نگر ڈھونڈتی رہی(13)

نرگس نور نے ان تضادات کو انتہائی فکری اور فنی مہارت کے ساتھ اجاگر کیا ہے۔ نرگس نور کی غزل میں عورت کی خودی کا تصور کو علامتی سطح پر اقبالی تصورِ خودی سے بھی جوڑا جا سکتا ہے۔ اگرچہ اقبال کی خودی فلسفیانہ روحانی معنویت رکھتی ہے مگر نرگس نور کے ہاں یہ خودی نسائی شعور کی بیداری کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے وہ عورت کو باطن کی روشنی، عقل و عشق کے امتزاج اور اپنے فیصلے کی مالک کے طور پر پیش کرتی ہیں۔

آپ خود کو سنبھالئے صاحب
ہم وہ گل ہی نہیں جو بک جائیں(14)

وہ عورت کو خارجی اختیار کی محتاج نہیں سمجھتی بلکہ اسے خود اپنے وجود کی خالق اور حاکم قرار دیتی ہیں۔ نرگس نور کے ہاں نسائی شعور جامد نہیں بلکہ ارتقائی عمل کا مظہر ہے۔ وہ عورت کے اندرونی بدلاؤ اور فکری ترقی کو ایک مسلسل سفر کے طور پر دیکھتی ہیں۔ ان کی غزل میں عورت ایک متلاشی تجربہ کار اور باشعور وجود کے طور پر سامنے آتی ہے۔

کس نے دیکھا پیاری ہوں
میں رسموں کی ماری ہوں(15)

نرگس نور خودی کو خارجی مخالفت سے نہیں بلکہ داخلی استحکام سے وابستہ کرتی ہیں۔ نرگس نور کی غزل محض ذاتی واردات نہیں بلکہ سماجی مطالعہ بھی ہے وہ عورت کے مقام اور شناخت کو اس کے معاشرتی سیاق میں دیکھتی ہیں۔ ان کے ہاں عورت سماج کی آئینہ داری بھی ہے اور ناقد بھی۔ نرگس نور عورت کے اس تجزیے میں ایک فکری گہرائی پیدا کرتی ہیں، جس سے قاری کو احساس ہوتا ہے کہ عورت کی شناخت محض فردی نہیں بلکہ اجتماعی اور تہذیبی پہلو بھی رکھتی ہے۔ نرگس نور کی شاعری میں عورت جدید عہد کی نمائندہ ہے وہ خود مختار، باشعور اور فکری طور پر آزاد ہے یہ جدید عورت اپنے وجود کے فیصلے خود کرتی ہے اپنے خوابوں کی تعبیر اپنی بصیرت سے تلاش کرتی ہے۔

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 1 (January-March 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
March 29, 2025

"نرگس نور کی غزل نسائی شعور کے سفر کی ایک اہم کڑی ہے۔ان کی شاعری میں عورت کی خودی شناخت، بیداری اور فکری آزادی کے مختلف پہلو فنی خوبصورتی کے ساتھ ظاہر ہوتے ہیں۔وہ عورت کو محض ایک محض نہیں بلکہ ایک نظریہ ایک تجربہ اور ایک قوت کے طور پر دیکھتی ہیں۔ان کی شاعری اُردو غزل میں عورت کے تصور کو نئی وسعت، گہرائی اور معنویت عطا کرتی ہے"۔ (16)

نرگس نور نے غزل کے روایتی سانچے میں رہتے ہوئے جدید نسائی احساس کو شامل کر کے ایک ایسا شعری منظر نامہ تشکیل دیا ہے۔جو فہمیدہ ریاض، کشور ناہید اور پروین شاکر کی روایت کا تسلسل بھی ہے اور ایک نئی جہت بھی اُردو غزل کی روح جمالیاتی احساس سے گندھی ہوئی ہے۔ حسن، عشق، لطافت اور جذبے کی نزاکت یہ ہے وہ عناصر ہیں جن سے اُردو غزل کا فکری و فنی ڈھانچہ تشکیل پاتا ہے۔ہر دور کی شاعری میں حسن و عشق کا تصور وقت کے ساتھ نئے مفاہیم اختیار کرتا رہا ہے۔ نرگس نور کی غزل بھی اسی روایت کی توسیع ہے، مگر ان کے یہاں جمالیات محض ظاہری حسن کا بیان نہیں بلکہ روحانی فکری اور وجودی احساس کا اظہار ہے۔نرگس نور کا جمالیاتی شعور عشق، فطرت انسان اور عورت کے احساسات میں اہم آہنگ ربط پیدا کرتا ہے۔وہ حسن کو صرف مشاہدے کا موضوع نہیں بناتیں بلکہ اسے روحانی تجربے اور داخلی کائنات کا استعارہ قرار دیتی ہیں۔

نرگس نور کے ہاں حسن و عشق کا تصور انتہائی لطیف اور غیر روایتی انداز میں سامنے آتا ہے وہ عشق کو محض رومانوی جذبہ نہیں سمجھتی بلکہ اسے ایک روحانی تجربہ، ایک انسانی احساس وحدت کے طور پر پیش کرتی ہیں۔نرگس نور کے ہاں عشق میں لطافت اور سکون کے پہلو کو نمایاں ہیں ان کی غزل میں عشق جبر کے خلاف ایک جمالیاتی توازن پیدا کرتا ہے ان کے نزدیک حسن وہ مظہر ہے جو انسان کو اپنے باطن کی طرف متوجہ کرتا ہے اور عشق وہ جذبہ ہے جو حسن کو معنی دیتا ہے۔اُن کی شاعری میں فطرت کا کردار محض پس منظر نہیں رہا بلکہ انسانی جذبات کا مترادف ہے ان کے ہاں فطرت کے مظاہر، پھول، ہوا، بارش روشنی چاند سب علامتی وجود رکھتے ہیں جو انسان کو تقویت دیتے ہیں۔

تیری یادوں کی برساتیں
کوئے دل پہ اتری ہیں
یہ دل پھر سے دھڑکا ہے
کھڑکی کھول کے آنکھوں کی
ارمانوں نے جھانکا ہے
سوچوں کے پنداروں سے (17)

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 1 (January-March 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
March 29, 2025

ان کے نزدیک فطرت محض مظاہرہ کائنات نہیں بلکہ انسان کے باطن کی عکاسی ہے۔ان کی غزلوں میں بارش، چاندنی، بہار، خزاں سب انسان کے داخلی تجربات کی علامت بن کر ابھرتے ہیں۔نرگس نور نے عورت کے حسن کو محض جسمانی یا ظاہری سطح پر نہیں برتا بلکہ اس میں فکری اور روحانی وقار پیدا کیا ہے۔وہ عورت کے حسن کو عقل و شعور کے ساتھ جوڑتی ہیں اور اسے انسانیت کے کل حسن کا جزو قرار دیتی ہیں۔

ان کے نزدیک حسن کوئی جامد چیز یا کیفیت نہیں ہے بلکہ تجربے کی پختگی سے پیدا ہونے والی روشنی ہے اور عورت کا حسن محض زیبائش نہیں بلکہ مزاحمت خودی اور بصیرت کی علامت ہے۔نرگس نور کی شاعری کا جمالیاتی حسن ان کی علامتی زبان میں پوشیدہ ہے وہ براہ راست اظہار سے گریز کرتی ہیں اور استعاروں کے ذریعے جذبات کی تہہ داری پیدا کرتی ہیں۔استعارے جسے آئینہ (خود آگاہی)، چاند (روحانی حسن)، پھول (احساس محبت)، روشنی (شعور)، دریا (زندگی کا بہاؤ) یہ استعارے ان کے شعری نظام میں گہرے معنوی ربط کے ساتھ ظاہر ہوتے ہیں۔

نرگس نور کے جمالیاتی اظہار میں فنی احتیاط اور شعری ساخت کا گہرا احساس پایا جاتا ہے۔ان کی غزلوں میں قافیہ ردیف کا انتخاب جذبات کی شدت کے مطابق کیا گیا ہے۔مثلاً نرم اور کھنک دار آواز (الف، ن، ی) کا استعمال ان کے اشعار میں ایک موسیقیت اور لطافت پیدا کرتا ہے۔

اُن کے جمالیاتی نظام کی سب سے بڑی خوبی اندرونی اور بیرونی دنیا کے درمیان توازن ہے وہ نہ صرف محبت اور حسن کے خارجی مناظر کو سمیٹتی ہیں بلکہ ان کے اندرونی معنی بھی اجاگر کرتی ہیں۔نرگس نور کے نزدیک عشق وہ قوت ہے جو انسان کو وجود کی گہرائی تک لے جاتی ہے اور حسن کی نئی تعریف قائم کرتی ہے۔

دل مگن جس حسیں میں رہتا ہے
وہ کسی گل زمیں میں رہتا ہے
جس کو دل میں بسائے رکھا تھا
آج کل آستیں میں رہتا ہے(18)

نرگس نور کی غزل میں جمالیات کا تصور کثیر الجہتی ہے ان کے ہاں حسن و عشق کی روایتی معنویت نئی فکری اور روحانی گہرائی کے ساتھ سامنے آتی ہے۔ان کی شاعری میں جمالیات، فطرت اور انسانی احساسات ایک تہذیبی و فکری ہم آہنگی کے ساتھ جلوہ گر ہیں۔نرگس نور نے غزل کے جمالیاتی مزاج کو محض ظاہری حسن تک محدود نہیں رکھا بلکہ انسانی شعور اور داخلی تجربے کے ساتھ جوڑ کر اُردو غزل کو نئی معنویت عطا کی۔ان کی جمالیاتی فکر میں عورت، فطرت عشق اور وجود ایک ہم رشتہ کائنات کے اجزاء کے طور پر سامنے آتے ہیں۔

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 1 (January-March 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
March 29, 2025

اُردو غزل محض احساسات وجذبات کی شاعری نہیں بلکہ فنی کمالات زبان کے حسن اور اظہار کے قرینوں کا حسین امتزاج ہے۔نرگس نور کی شاعری میں یہ فنی اور اسلوبیاتی جمالیات نمایاں طور پر نظر آتی ہیں۔ان کی غزل اپنے منفرد لہجے، تخلیقی زبان، علامتی نظام اور متوازن عروضی ساخت کے باعث عصر حاضر کی خواتین شاعرات میں الگ پہچان رکھتی ہے۔نرگس نور کی زبان میں سادگی اور گہرائی کا امتزاج ہے وہ مشکل تراکیب یا ثقیل تشبیہوں سے گریز کرتی ہیں۔ان کا لہجہ نرم،داخلی اور پُراثر ہے۔ان کے ہاں روزمرہ کی زبان میں بھی ایک شعری حسن پیدا ہو جاتا ہے۔

نرگس نور نے اپنی غزل میں علامتوں اور استعاروں کے ذریعے معنی کی کئی پرتیں تخلیق کی ہیں۔ان کے ہاں "روشنی"،"آئینہ"،"خاموشی"،"موسم"،"دھند"، "پرچھائیاں" اور "پھول" بار بار آتے ہیں۔لیکن یہ روایتی معنوں میں نہیں بلکہ نفسیاتی اور فکری علامتوں کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔

استعارہ ان کے ہاں ہمیشہ تجربے کے ساتھ جڑا رہتا ہے یعنی وہ محض آرائشی نہیں بلکہ فکری عمل کا وسیلہ بنتا ہے۔نرگس نور کا لہجہ مدھم مگر مضبوط ہے۔وہ چیخ کر احتجاج نہیں کرتیں بلکہ خاموشی میں معنی پیدا کرتی ہیں۔ان کی غزلوں میں لہجہ کبھی اعتراضی ہوتا ہے، کبھی علامتی اور کبھی محاوراتی ہے۔

نرگس نور کے فن کا امتیاز یہ ہے کہ ان کے ہاں اندرونی کیفیات اور بیرونی مناظر ایک دوسرے میں تحلیل ہو جاتے ہیں۔یوں ان کی غزل محض احساس کا اظہار نہیں بلکہ ایک تجرباتی منظر نامہ بن جاتی ہے۔اُن کی شاعری میں فطرت اور احساس ایک ہو جاتے ہیں۔ابتدائی دور میں ان کی شاعری میں کلاسیکی رنگ نمایاں تھا۔جبکہ بعد کے ادوار میں علامتی اظہار، فکری گہرائی ابھر کر سامنے آتے ہیں۔ان کی فنی تربیت میں فہمیدہ ریاض، پروین شاکر اور شمینہ راجہ کے اثرات موجود ہیں مگر وہ محض تقلید نہیں کرتیں بلکہ ان اثرات کو تخلیقی طور پر جذب کرتی ہیں۔

نرگس نور کے ہاں بیان کی روانی، تاثیر کی مسلسل لہر اور تصوراتی توازن برقرار رہتا ہے۔ان کی شاعری میں لفظ اور معنی کا باہمی رشتہ اس قدر گہرا ہے کہ ہر مصرعہ مکمل تجربہ بن جاتا ہے۔

بہت گہرا ہے دکھ تیرا
جیسے ہنس کر اڑاتی ہوں
مگر جب ٹوٹ جاتی ہوں
بہت ہی مسکراتی ہوں(19)

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 1 (January-March 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
March 29, 2025

یہ توازن ہی ان کے اسلوب کی اصل طاقت قوت ہے۔ نرگس نور کی غزل کا فنی و اسلوبیاتی مطالعہ اس حقیقت کو آشکار کرتا ہے کہ وہ نہ صرف ایک حساس شاعرہ ہیں بلکہ ایک باشعور فنکارہ بھی ہیں۔ ان کا اسلوب نسوانی لطافت، فکری گہرائی اور شعری ساخت کی نرمی کا حسین امتزاج ہے۔ انہوں نے غزل کے روایتی پیکر کو جدید معنویت اور علامتی زبان کے ذریعے نئے رنگ دیے۔ انکے فنی شعور نے اُردو غزل کو ایک تازہ سمت عطا کی جہاں جمالیات اور حقیقت کا ملاپ ایک نیا تخلیقی منظر پیش کرتا ہے۔

حوالہ جات

1۔ ریحانہ عثمانی، فلیپ، زہرہ آشام، نرگس نور، (ملتان: روشنی پبلشرز، 2021ء)
2۔ نرگس نور، زہرہ آشام، (ملتان: روشنی پبلشرز، 2021ء)، ص19
3۔ صائمہ جبیں، ڈاکٹر، پیش لفظ، زہرہ آشام، (ملتان: روشنی پبلشرز، 2021ء)، ص7
4۔ نرگس نور، زہرہ آشام، (ملتان: روشنی پبلشرز، 2021ء)، ص22
5۔ ایضاً، ص26
6۔ ایضاً، ص29
7۔ ایضاً، ص32
8۔ ایضاً، ص39
9۔ وزیر آغا، ڈاکٹر، اُردو شاعری کا مزاج، (لاہور: مکتبہ عالیہ، 1984ء)، ص177
10۔ نرگس نور، زہر آشام، (ملتان: روشنی پبلشرز، 2021ء)، ص42
11۔ ایضاً، ص59
12۔ ایضاً، ص85
13۔ نرگس نور، گھمن گھیری، (لاہور: پرنٹ میڈیا پبلشرز، 2024ء)، ص12
14۔ ایضاً، ص15
15۔ ایضاً، ص21
16۔ طاہر ابدال، نرگس نور جدید لب و لہجے کی شاعرہ، (لاہور: روزنامہ پاکستان، 14 جولائی 2024ء)، ص8
17۔ نرگس نور، گھمن گھیری، (لاہور: پرنٹ میڈیا پبلشرز، 2024ء)، ص35
18۔ ایضاً، ص59
19۔ ایضاً، ص84

CC BY